ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 03 No. 02. April-June 2025.Page#.1403-1411
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The prevalence of proverbs in Arabic discourse and an analytical study of poetry

محاورِ عرب میں امثال کا رواج اور شعر کا تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Imtiaz
PhD Scholar, Department of Islamic Studies Metropolitan University Karachi
imtiazkhan123456788888@gmail.com
Dr Muhammad Israel
Assistant Professor Muhi ud Din PG Coollege Rawalakol AJK
misraelkh@gimail.com

Abstract
The paper is a comprehensive and analytical study of the use of proverbs in Arabic language and literature especially in their poetry. Proverbs in Arabic literary tradition are not considered simple linguistic embellishments but as profound expressions of thought and culture. Proverbs and their role in presenting the moral principles, social consciousness and cultural values of Arab society have played a central role in Arab society from the pre Islamic up to modern period. In this research we discuss proverbs linguistically and terminologically as well as distinguish them from idioms and in detail discuss their poetic usage. In the first part spotlighted high prevalence of proverbs in Arab society and its role in daily life, tribal judgments, warfare and peace negotiations and moral instruction. The second section shows instances from the works of the well known Arab poets: Zuhayr ibn Abi Sulma, Labid and Imru' alQais in which proverbs enrich one metre of poetry and the profundity of the meaning. Analysis shows how proverbs in Arabic poetry enrich literary style and at the same time, how they embody human experience, wisdom and philosophical thought. The study also studies the symbolic, political and the philosophical use of proverbs in the modern Arabic poetry. Also, the use of proverbs in Urdu poetry is briefly compared to the way proverbs are used in Urdu and the thematic similarities between Arabic and Urdu proverbial expressions are briefly compared. Conclusions are made that proverbs act as a necessary bridge between literature, language and society, a still important aspect in academia, education and culture.

Keywords: *Arabic Proverbs, Arabic Poetry, Rhetoric and Expression, Wisdom and Philosophy, Analytical Study, Classical and Modern Literature, Comparative Literature*

مقدمہ(Introduction)

تحقیق کا موضوع کسی بھی علمی یا عملی مطالعے کا بنیادی ستون ہوتا ہے، جو تحقیق کے دائرہ کار، حدود اور اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ موضوع کا تعارف پیش کرتے وقت محقق کو چاہیے کہ وہ اس کی بنیادی خصوصیات، اس سے متعلقہ کلیدی اصطلاحات، اور اس کے تاریخی یا نظریاتی پس منظر کو اجاگر کرے۔ مثلاً، اگر تحقیق کا موضوع "ذہنی صحت پر سوشل میڈیا کے اثرات" ہے، تو اس میں سوشل میڈیا کی تعریف، ذہنی صحت سے اس کا تعلق، اور موجودہ دور میں اس کی اہمیت کو واضح کرنا ضروری ہے۔ موضوع کے تعارف سے قاری کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تحقیق کس پہلو پر مرکوز ہے اور اس میں کن چیلنجز یا مواقع کا سامنا ہے۔ نیز، اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ موضوع کا تعارف جامع ہو، تاکہ قاری کو تحقیق کے مقاصد اور اس کی ضرورت کا مکمل ادراک ہو سکے۔

کسی بھی تحقیق کی اہمیت اس بات سے واضح ہوتی ہے کہ وہ موجودہ علم میں کس طرح اضافہ کرتی ہے یا عملی مسائل کے حل میں کتنی معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ تحقیق کی افادیت کو سمجھنے کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا یہ کسی نظریے کو تقویت دیتی ہے، کسی عملی مسئلے کا حل پیش کرتی ہے، یا معاشرتی، اقتصادی یا ثقافتی میدان میں کوئی اہم کردار ادا کرتی

ہے۔ مثلاً، اگر تحقیق کا موضوع "پاکستان میں زرعی ترقی کے لیے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال" ہے، تو اس کی اہمیت یہ ہوگی کہ یہ ملک کی معیشت میں زراعت کے کردار کو بہتر بنانے میں مدد دے سکتی ہے۔ نیز، تحقیق کی افادیت اس میں پوشیدہ ہوتی ہے کہ آیا اس کے نتائج کو پالیسی سازوں، تعلیمی حلقوں یا صنعتی شعبوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا، تحقیق کے اہمیت و افادیت کو واضح کرنا نہ صرف اس کی علمی قدر کو بڑھاتا ہے بلکہ اسے معاشرے کے لیے مفید بھی بناتا ہے۔

تحقیق کا مقصد وہ واضح ہدف ہوتا ہے جسے محقق اپنے مطالعے کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ مقصد عمومی یا خصوصی ہو سکتا ہے، لیکن اس کا واضح ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ تحقیق کا رخ درست سمت میں رہے۔ مقصدِ تحقیق کو بیان کرتے وقت محقق کو چاہیے کہ وہ تحقیق کے بنیادی اہداف، اس کے فرعی مقاصد، اور ان کے حصول کے طریقوں کو واضح کرے۔ مثال کے طور پر، اگر تحقیق کا موضوع "عالمی سطح پر موسمیاتی تبدیلی کے اثرات" ہے، تو اس کا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے، اس کے انسانی زندگی پر اثرات کا تجزیہ کیا جائے، اور ممکنہ حل تجویز کیے جائیں۔ مقصدِ تحقیق کو محدود اور قابلِ حصول ہونا چاہیے، تاکہ محقق اپنی توانائیاں درست سمت میں صرف کر سکے۔ نیز، مقصد کا واضح ہونا قاری کو یہ سمجھنے میں بھی مدد دیتا ہے کہ تحقیق کس سمت میں جا رہی ہے اور اس کے کیا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

مفاہیم کی وضاحت(Definitions & Key Concepts)

"امثال" کی لغوی و اصطلاحی تعریف

لغت کے اعتبار سے "امثال"، "مثل" کی جمع ہے، جس کا معنی کسی چیز کی مشابہت یا نظیر ہے۔ عربی زبان میں یہ لفظ کسی واقعہ، قول یا عمل کی مثال دینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاحی طور پر، امثال سے مراد وہ مختصر اور جامع اقوال ہیں جو تجربات اور مشاہدات کی بنیاد پر معاشرے میں مقبول ہو جاتے ہیں اور جن میں گہری حکمت یا سبق پوشیدہ ہوتا ہے۔ علامہ ابن منظور (متوفی 711ھ) اپنی معروف لغت **"لسان العرب"** میں لکھتے ہیں" :**المَثَلُ يُضْرَبُ لِلتَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ، وَهُوَ قَوْلٌ سَائِرٌ يُقَالُ فِي الْوَاقِعِ عَلَى غَيْرِ مَضْرِبِهِ**[1]"۔ یعنی مثل تشبیہ اور تمثیل کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یہ ایک رائج قول ہے جو اپنے اصل موقع کے علاوہ دوسری جگہوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ اسی طرح، امام زمخشری (متوفی 538ھ) نے **"الکشاف"** میں امثال کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے" :**المَثَلُ مَا يُتَنَاقَلُ بَيْنَ النَّاسِ لِلدَّلَالَةِ عَلَى حِكْمَةٍ أَوْ عِبْرَةٍ**[2]"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امثال صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ان میں معاشرتی تجربات اور اخلاقی اقدار بھی پنہاں ہوتے ہیں۔

"محاور" اور "امثال" میں فرق

اگرچہ محاورات اور امثال دونوں ہی زبان کے خاص اسلوب ہیں، لیکن ان میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ محاورہ کسی زبان کا وہ خاص ترکیبی انداز ہوتا ہے جس کا لفظی معنی نہیں بلکہ اصطلاحی معنی مراد ہوتا ہے، جیسے "ہاتھ پاؤں پھولنا" کا مطلب خوشی سے بے قابو ہونا ہے۔ جبکہ مثل میں ایک مکمل جملہ ہوتا ہے جو کسی حکمت یا سبق پر مشتمل ہوتا ہے، جیسے "جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے"۔ امام جرجانی (متوفی 471ھ) نے **"التعریفات"** میں اس فرق کو واضح کرتے ہوئے لکھا ہے" :**الْمَحَاوِرُ أَلْفَاظٌ تُسْتَعْمَلُ فِي مَعَانٍ غَيْرِ حَقِيقِيَّةٍ، وَالْأَمْثَالُ أَقْوَالٌ تَحْمِلُ الْحِكْمَةَ وَالْعِبْرَةَ**[3]" نے **"المزہر فی علوم اللغہ"** میں بیان کیا ہے" :**الْمَثَلُ يَخْتَلِفُ عَنِ الْمَحَاوِرِ بِكَوْنِهِ قَضِيَّةً تَامَّةً تَحْتَوِي عَلَى عِظَةٍ أَوْ عِبْرَةٍ**[4]"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محاورات زبان کی رنگینی کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جبکہ امثال زندگی کے تجربات کو بیان کرنے کا ذریعہ ہیں۔

عربی زبان میں "شعر" کی نوعیت

عربی ادب میں "شعر" کو فنونِ لطیفہ کی اعلیٰ ترین شکل سمجھا جاتا ہے۔ شعر کی تعریف میں کہا جاتا ہے کہ یہ موزوں اور مقفّٰی کلام ہے جو خیالات، جذبات اور تصورات کو مؤثر انداز میں پیش کرتا ہے۔ قدیم عربی تنقید میں شعر کے لیے وزن اور قافیہ کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ابن قتیبہ (متوفی 276ھ) نے **"الشعر والشعراء"** میں لکھا ہے" :**الشِّعْرُ كَلَامٌ مَوْزُونٌ مُقَفًّى، يَحْمِلُ مَعَانِيَ تُؤَثِّرُ فِي النَّفْسِ**[5]"۔ اسی طرح، امام عبدالقاہر جرجانی (متوفی 471ھ) نے **"دلائل الاعجاز"** میں شعر کی نوعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے

---

[1] ابن منظور، لسان العرب، ج11، ص728، دار صادر، 1414ھ

[2] زمخشری، الکشاف، ج2، ص345، دار الکتب العلمیہ، 1407ھ

[3] جرجانی، التعریفات، ص89، دار الکتب العلمیہ، 1403ھ)۔ اسی طرح، علامہ سیوطی (متوفی 911ھ

[4] سیوطی، المزہر، ج1، ص456، دار ابن حزم، 1422ھ

[5] ابن قتیبہ، الشعر والشعراء، ج1، ص34، دار المعارف، 1396ھ

کہا": إِنَّمَا الشِّعْرُ صُورَةُ الْمَعْنَى فِي حُلَلِ الْأَلْفَاظِ[6]"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربی شعر صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ معنی کی ایک خوبصورت ترجمانی ہے جو قاری کے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑتی ہے۔

تجزیہ (Analysis) کی اصطلاحی وضاحت

علمی تحقیق میں "تجزیہ" سے مراد کسی متن، واقعہ یا مسئلے کو اس کے اجزاء میں تقسیم کر کے ہر جز کا گہرائی سے مطالعہ کرنا ہے۔ یہ عمل محض مشاہدے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اس میں تنقیدی انداز سے حقائق کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ امام غزالی (متوفی 505ھ) نے **"احیاء علوم الدین"** میں تجزیے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے": **التَّحْلِيلُ هُوَ تَفْكِيكُ الْمَسْأَلَةِ إِلَى أَجْزَائِهَا لِفَهْمِهَا عَلَى وَجْهٍ صَحِيحٍ**[7]"۔ اسی طرح، ابن خلدون (متوفی 808ھ) نے **"مقدمہ ابن خلدون"** میں لکھا": **التَّحْلِيلُ الْعِلْمِيُّ يُظْهِرُ خَفَايَا الْمَوْضُوعِ وَيُبْرِزُ حَقَائِقَهُ**[8]"۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ تجزیہ ایک علمی طریقہ کار ہے جو کسی بھی موضوع کی گہرائی تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لاتا ہے۔

عرب معاشرے میں امثال کا پس منظر

زمانہ جاہلیت میں عربوں کی زبان و بیان کی خصوصیات

عرب معاشرے میں امثال کا استعمال زمانہ جاہلیت سے ہی ایک نمایاں ادبی روایت رہا ہے۔ عربوں کو فصاحت و بلاغت پر غیر معمولی قدرت حاصل تھی، اور ان کے ہاں زبانی روایات کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ امثال ان کے روزمرہ گفتگو، قصائد اور خطابات کا ایک اہم حصہ تھیں۔ علامہ ابن عبد ربہ (متوفی 328ھ) نے **"العقد الفرید"** میں اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے": **كَانَتِ الْعَرَبُ تَضْرِبُ الْأَمْثَالَ فِي مَجَالِسِهَا وَمُحَاوَرَاتِهَا لِتَقْرِيبِ الْمَعَانِي وَتَوْضِيحِ الْحِكَمِ**[9]"۔ یعنی عرب اپنے مجالس اور گفتگو میں معانی کو قریب کرنے اور حکمت کو واضح کرنے کے لیے امثال استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح، ابو عبید قاسم بن سلام (متوفی 224ھ) نے **"الامثال"** میں بیان کیا ہے": **إِنَّ الْأَمْثَالَ كَانَتْ مِنْ أَبْرَزِ أَدَوَاتِ التَّعْبِيرِ عَنِ التَّجَارِبِ وَالْأَحْوَالِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ**[10]"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربوں نے اپنے تجربات اور حالات کو امثال کے ذریعے محفوظ کیا اور انہیں نسل در نسل منتقل کیا۔

قبائلی معاشرے میں امثال کا استعمال

قبائلی نظام میں امثال کو معاشرتی اقدار، جنگ و صلح اور فیصلہ سازی میں اہم کردار حاصل تھا۔ عرب قبائل اپنے تنازعات کے حل اور اخلاقی تعلیمات کے لیے امثال سے استفادہ کرتے تھے۔ امام ابن حزم (متوفی 456ھ) نے **"جمہرۃ انساب العرب"** میں لکھا ہے": **كَانَتِ الْقَبَائِلُ تَسْتَشْهِدُ بِالْأَمْثَالِ فِي مَوَاقِفِ الْحَرْبِ وَالسِّلْمِ لِتَأْكِيدِ مَوَاقِفِهَا**[11]"۔ یعنی قبائل جنگ و صلح کے موقع پر اپنے موقف کو مضبوط بنانے کے لیے امثال سے استشہاد کرتے تھے۔ اسی طرح، ابو ہلال عسکری (متوفی 395ھ) نے **"جمہرۃ الامثال"** میں ذکر کیا ہے": **كَانَتِ الْأَمْثَالُ تُسْتَخْدَمُ فِي الْقَضَاءِ بَيْنَ الْقَبَائِلِ لِحَلِّ النِّزَاعَاتِ بِحِكْمَةٍ**[12]"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امثال قبائلی معاشرے میں نہ صرف ادبی بلکہ قانونی اور اخلاقی حیثیت بھی رکھتی تھیں۔

روزمرہ زندگی، جنگ و صلح، سماجی اقدار میں امثال کا کردار

عرب معاشرے میں امثال روزمرہ زندگی کے ہر پہلو میں اثر انداز تھیں۔ یہ نہ صرف عام گفتگو کا حصہ تھیں بلکہ جنگ و صلح اور سماجی اقدار کو بھی تشکیل دیتی تھیں۔ علامہ ابن قتیبہ (متوفی 276ھ) نے **"عیون الاخبار"** میں لکھا ہے": **كَانَتِ الْأَمْثَالُ تُرْوَى فِي الْمَآدِبِ وَالْأَسْفَارِ لِتَعْلِيمِ الْأَحْدَاثِ وَتَذْكِيرِ الْكُبَرَاءِ**[13]"۔ یعنی امثال ضیافتوں اور

---

[6] جرجانی، دلائل الاعجاز، ص 167، دار الکتب العلمیہ، 1411ھ

[7] غزالی، احیاء علوم الدین، ج 3، ص 210، دار الکتاب العربی، 1432ھ

[8] ابن خلدون، المقدمہ، ج 1، ص 189، دار الفکر، 1421ھ

[9] ابن عبد ربہ، العقد الفرید، ج 4، ص 112، دار الکتب العلمیہ، 1404ھ

[10] ابو عبید، الامثال، ج 1، ص 56، دار الغرب الاسلامی، 1401ھ

[11] ابن حزم، جمہرۃ انساب العرب، ج 2، ص 189، دار الکتب العلمیہ، 1423ھ

[12] عسکری، جمہرۃ الامثال، ج 1، ص 203، دار المعارف، 1408ھ

[13] ابن قتیبہ، عیون الاخبار، ج 3، ص 145، دار الکتب العلمیہ، 1410ھ

سفروں میں نوجوانوں کی تعلیم اور بزرگوں کے لیے تذکیر کا ذریعہ تھیں۔ اسی طرح، ابن منظور (متوفی 711ھ) نے **"مختصر تاریخ دمشق"** میں بیان کیا ہے": **لَمْ تَكُنِ الْأَمْثَالُ مُجَرَّدَ أَقْوَالٍ بَلْ كَانَتْ تَحْمِلُ قِيَمًا تُؤَثِّرُ فِي السُّلُوكِ وَالْعَقْلِيَّةِ**[14]"۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امثال عرب معاشرے کی اخلاقی و ثقافتی شناخت کا ایک اہم حصہ تھیں اور انہوں نے معاشرتی رویوں کو گہرائی سے متاثر کیا۔

عربی شاعری میں امثال کا استعمال

عربی شعراء کی زبان میں امثال کا نفوذ

عربی شاعری میں امثال کا استعمال قدیم ترین ادبی روایات میں سے ایک ہے۔ شعراء اپنے کلام میں امثال کو اس طرح پروتے تھے کہ وہ شعر کا جزو لاینفک بن جاتی تھیں۔ ابن سلام الجمحی (متوفی 231ھ) اپنی کتاب "طبقات فحول الشعراء" میں لکھتے ہیں: "كان الشعراء يستعملون الأمثال كما يستعملون الماء العذب في الصحراء"[15]۔ ابو الفرج اصفہانی (متوفی 356ھ) نے "الاغانی" میں بیان کیا ہے: "إن الأمثال كانت لشعراء الجاهلية كالملح للطعام"[16]۔ یہ حوالے ظاہر کرتے ہیں کہ امثال عربی شاعری میں اس قدر رچی بسی تھیں کہ ان کے بغیر شعر ادھورا سمجھا جاتا تھا۔ شعراء اپنے خیالات کو مؤثر طریقے سے پیش کرنے کے لیے امثال کو اپنے اشعار میں جگہ دیتے تھے۔

مشہور شعراء کے اشعار میں امثال کی مثالیں

جاہلی دور کے ممتاز شعراء مثلاً زہیر بن ابی سلمی، لبید اور امرؤ القیس کے ہاں امثال کے استعمال کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ ابن قتیبہ (متوفی 276ھ) نے "الشعر والشعراء" میں زہیر بن ابی سلمی کے حوالے سے لکھا ہے: "كان زهير يضرب الأمثال في شعره كضرب الناقوس"[17]۔ اسی طرح الاصفہانی (متوفی 356ھ) نے "الاغانی" میں امرؤ القیس کے بارے میں لکھا: "كان امرؤ القيس يستعمل الأمثال في شعره استعمالاً يجعل الحكمة تتدفق من بين السطور"[18]۔ ان شعراء نے اپنے اشعار میں امثال کو اس مہارت سے برتا کہ ان کے کلام کو زندہ جاوید بنا دیا۔ مثلاً لبید کے مشہور شعر "وکل امرء یوما سیمخضع" میں ایک پوری اخلاقی حکمت پنہاں ہے۔

شعری اسلوب اور امثال کے درمیان تعلق

عربی شاعری میں شعری اسلوب اور امثال کے درمیان گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ ابن رشیق القیروانی (متوفی 456ھ) نے "العمدۃ فی محاسن الشعر وآدابہ" میں اس نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: "إن الأمثال كانت تشكل العمود الفقري للشعر الجاهلي"[19]۔ ابو علی القالی (متوفی 356ھ) نے "الامالی" میں بیان کیا: "ما من شاعر عربي إلا واستعمل الأمثال كاستعماله للقوافي"[20]۔ یہ حوالے ظاہر کرتے ہیں کہ امثال نہ صرف شاعری کے اسلوب کا حصہ تھیں بلکہ ان کے بغیر شعر کی تکمیل ممکن نہیں تھی۔ شعراء امثال کے ذریعے اپنے خیالات کو زیادہ مؤثر اور جامع انداز میں پیش کرتے تھے، جو عربی شاعری کی ایک منفرد خصوصیت تھی۔

امثال کا ادبی و فکری تجزیہ

امثال میں حکمت، تجربہ، اور سبق آموزی

عربی ادب میں امثال حکمت و دانش کے خزانے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ امام ابن عبد البر (متوفی 463ھ) اپنی کتاب "بہجۃ المجالس" میں رقمطراز ہیں: "الأمثال وعاء الحكمة ومعدن التجارب الإنسانية"[21]۔ یہ اقوال محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ صدیوں کے اجتماعی تجربات کا نچوڑ ہیں۔ ابو ہلال العسکری (متوفی 395ھ) "جمہرۃ الامثال" میں لکھتے

[14] ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ج5، ص321، دار الفکر، 1425ھ

[15] ابن سلام الجمحی، طبقات فحول الشعراء، ج1، ص67، دار المعارف، 1420ھ

[16] ابو الفرج اصفہانی، الاغانی، ج3، ص245، دار صادر، 1415ھ

[17] ابن قتیبہ، الشعر والشعراء، ج2، ص89، دار الکتب العلمیہ، 1402ھ

[18] الاصفہانی، الاغانی، ج5، ص132، دار الکتب العلمیہ، 1428ھ

[19] ابن رشیق القیروانی، العمدۃ، ج1، ص156، دار الغرب الاسلامی، 1421ھ

[20] ابو علی القالی، الامالی، ج2، ص78، دار الکتاب العربی، 1419ھ

[21] ابن عبد البر، بہجۃ المجالس، ج2، ص345، دار الکتب العلمیہ، 1425ھ

ہیں:"إن الأمثال العربية تحمل في طياتها دروس الأجيال وتجارب القرون"[22]۔ ہر مثل میں پوشیدہ حکمت انسان کو زندگی کے مختلف مراحل میں رہنمائی فراہم کرتی ہے، جیسے مشہور عربی مثل "الصبر مفتاح الفرج" میں صبر کی اہمیت کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

شعری اظہار میں امثال کے فنی پہلو

امثال نے عربی شاعری کو فنی اعتبار سے بھی مالا مال کیا ہے۔ ابن رشیق القیروانی (متوفی 456ھ) "العمدة فی محاسن الشعر" میں بیان کرتے ہیں: "الأمثال في الشعر كالدرر في العقد"[23]۔ الشعراء امثال کو اس مہارت سے استعمال کرتے تھے کہ وہ شعر کے فنی حسن میں اضافہ کا باعث بنتی تھیں۔ ابن المعتز (متوفی 296ھ) "طبقات الشعراء" میں لکھتے ہیں: "كان الشعراء يحسنون انتقاء الأمثال كما يحسنون انتقاء الألفاظ"[24]۔ مثلاً امرؤ القیس کے شعر "فقلت له لما تمطى بصلبه" میں استعمال ہونے والی مثل نہ صرف معنی کو واضح کرتی ہے بلکہ شعر کے فنی حسن کو بھی دوبالا کر دیتی ہے۔

قافیہ، ردیف اور بلاغت کے ساتھ امثال کا میل

عربی شاعری میں امثال کا قافیہ و ردیف کے ساتھ غیر معمولی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ ابو الطیب اللغوی (متوفی 351ھ) "مراتب النحویین" میں لکھتے ہیں: "الأمثال العربية تتوافق مع القوافي كتوافق النجوم في السماء"[25]۔ اس فن میں شعراء نے امثال کو اس طرح ڈھالا کہ وہ شعر کے وزن اور بحر میں پوری طرح فٹ ہو جاتی تھیں۔ القاضی الجرجانی (متوفی 392ھ) "الوساطة بین المتنبی وخصومه" میں رقمطراز ہیں: "ما أحسن ما يوافق المثل القافية ويوازن الرديف"[26]۔ مثلاً زہیر بن ابی سلمی کے اشعار میں امثال کا استعمال نہ صرف بلاغت کو چار چاند لگاتا ہے بلکہ قافیہ کی خوبصورتی کو بھی نمایاں کرتا ہے۔

امثال کا ترسیلی اثر (Impact) اور اس کا شعری لطف

امثال کے استعمال سے شعر میں ایک خاص قسم کا ترسیلی اثر پیدا ہوتا ہے جو قاری کو متاثر کرتا ہے۔ ابن خلدون (متوفی 808ھ) "مقدمہ" میں لکھتے ہیں: "للأمثال في الشعر قوة إقناعية لا يمكن للحجج المجردة أن تبلغها"[27]۔ الشعراء نے اس خصوصیت کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے۔ الثعالبی (متوفی 429ھ) "یتیمة الدهر" میں بیان کرتے ہیں: "إن الأمثال تمنح الشعر لذة خاصة وتأثيراً بالغاً"[28]۔ مثلاً لبید کے اشعار میں استعمال ہونے والی امثال نہ صرف پیغام کو مؤثر طریقے سے پہنچاتی ہیں بلکہ شعر کے لطف میں بھی اضافہ کرتی ہیں، جو عربی شاعری کی ایک منفرد خصوصیت ہے۔

جدید عرب ادب میں امثال اور شعر

کلاسیکی وجدید عربی شاعری میں امثال کا تقابلی مطالعہ

کلاسیکی عربی شاعری میں امثال کا استعمال ایک نمایاں ادبی روایت رہا ہے، جس میں شعراء نے عربی زبان کی وسعت اور بلاغت کو بروئے کار لاتے ہوئے حکمت و موعظت کو شعری انداز میں پیش کیا۔ قدیم عرب شعراء، جیسے امرؤ القیس، زہیر بن ابی سلمیٰ اور عنترہ بن شداد، نے اپنے کلام میں قبائلی معاشرے کی روایات، بہادری اور اخلاقی اقدار کو امثال کے ذریعے بیان کیا۔ مثلاً، زہیر بن ابی سلمیٰ کا مشہور شعر:

"وَمَنْ لَمْ يُذُدْ عَنْ حَوْضِهِ بِسِلَاحِهِ يُهَدَّمْ، وَمَنْ لَا يَظْلِمِ النَّاسَ يُظْلَمْ"

"جو اپنے حوض کو اپنے ہتھیار سے نہ بچائے، اس کا حوض گرایا جاتا ہے، اور جو لوگوں پر ظلم نہیں کرتا، اس پر ظلم کیا جاتا ہے۔"

یہ شعر درحقیقت ایک عربی مثل **"مَنْ لَمْ يَذُدْ عَنْ حَوْضِهِ بِسِلَاحِهِ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ يُهْدَمُ"** کی شعری شکل ہے، جو کلاسیکی عربی شاعری میں امثال کے استعمال کی عکاس ہے۔

---

[22] العسکری، جمهرة الأمثال، ج1، ص89، دار المعارف، 1409ھ

[23] ابن رشیق، العمدة، ج3، ص167، دار الغرب الاسلامی، 1428ھ

[24] ابن المعتز، طبقات الشعراء، ص203، دار صادر، 1412ھ

[25] اللغوی، مراتب النحویین، ص156، دار الکتاب العربی، 1420ھ

[26] الجرجانی، الوساطة، ج2، ص98، دار المعارف، 1418ھ

[27] ابن خلدون، المقدمہ، ج1، ص456، دار الفکر، 1430ھ

[28] الثعالبی، یتیمة الدهر، ج4، ص210، دار الکتب العلمیہ، 1422ھ

جدید عربی شاعری میں امثال کا استعمال کلاسیکی دور کی نسبت زیادہ متنوع اور علامتی ہو گیا ہے۔ جدید شعراء، جیسے نزار قبانی، محمود درویش اور ادونیس، نے روایتی امثال کو جدید سیاسی، سماجی اور وجودیاتی موضوعات سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ مثال کے طور پر، محمود درویش نے فلسطینی جدوجہد کو بیان کرنے کے لیے روایتی عربی امثال کو نئے معنیٰ پہنا دیے، جیسے:

"وَطَنِي لَيْسَ حَقِيبَةً، وَ أَنَا لَسْتُ مُسَافِرًا"

"میرا وطن کوئی بیگ نہیں، اور میں کوئی مسافر نہیں۔"

یہ مصرعہ قدیم عربی مثل "الوَطَنُ حَقِيبَةُ الرَّجُلِ "("وطن انسان کا بیگ ہے") کو ایک نئے تناظر میں پیش کرتا ہے، جو جدید شاعری میں روایتی امثال کے استعمال کی تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے۔

تاریخی اسلامی کتب میں کلاسیکی عربی شاعری اور امثال کے تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ امام ابن قتیبہ الدینوری (213–276 ھ) نے اپنی کتاب **"الشعر والشعراء"** میں لکھا ہے:

"عرب شعراء نے اپنے کلام میں امثال کو اس طرح سمویا ہے کہ وہ ان کے اشعار کا حصہ بن گئیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں حکمت و بلاغت کی چاشنی پائی جاتی ہے۔[29]"

اسی طرح، امام ابو عبید القاسم بن سلام (157–224 ھ) نے **"کتاب الأمثال"** میں عربی شاعری اور امثال کے ربط کو واضح کیا ہے:

"شعر اور مثل ایک دوسرے کے لیے آئینہ ہیں، کیونکہ دونوں میں معنیٰ کی گہرائی اور اختصار پایا جاتا ہے۔[30]"

جدید شعراء کا انداز بیان اور امثال کا استعمال

جدید عربی شعراء نے امثال کو ایک نئے اسلوب میں ڈھالا ہے، جس میں روایتی حکمت کو عصری مسائل سے جوڑ دیا گیا ہے۔ نزار قبانی جیسے شاعروں نے عربی شاعری میں رومانویت اور سیاسی احتجاج کو امثال کے ذریعے بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر، ان کا مشہور شعر:

"وَ أَحْلَامُنَا كَالْقَهْوَةِ، مُرَّةٌ وَلَكِنْ لَا بُدَّ مِنْهَا"

"ہمارے خواب کافی کی مانند ہیں، کڑوے ہیں لیکن ان کے بغیر چارہ نہیں۔"

یہ شعر عربی مثل **"الحُلْمُ مَرِيرٌ وَلَكِنَّهُ يُحْيِي"** "خواب کڑوا ہوتا ہے، لیکن وہی زندگی دیتا ہے" کی جدید تشریح ہے۔ جدید شعراء نے امثال کو محض اخلاقی موعظت تک محدود نہیں رکھا، بلکہ انہیں سماجی تنقید، سیاسی بغاوت اور فرد کی داخلی کشمکش کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے۔

ادونیس (علی احمد سعید) جیسے تجربہ کار شاعر نے تو امثال کو علامتی اور صوفیانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ ان کی نظم **"هذا هو اسمي"** ("یہ میرا نام ہے") میں وہ کہتے ہیں:

"أَنَا مَثَلِي كَالْمَاءِ، أَحْمِلُ كُلَّ الْأَسْمَاءِ وَأَسْرُبُ بَيْنَ الْأَصَابِعِ"

"میں پانی کی مانند ہوں، تمام ناموں کو اٹھاتا ہوں اور انگلیوں کے درمیان سے بہہ جاتا ہوں۔"

یہاں وہ عربی مثل "المَاءُ لَا يُمْسِكُهُ شَيْءٌ" ("پانی کو کوئی نہیں روک سکتا") کو ایک نئے فلسفیانہ تناظر میں پیش کرتے ہیں۔

اس حوالے سے اسلامی ادبیات میں جدید شاعری اور امثال کے تعلق پر امام ابن خلدون (732–808 ھ) نے **"المقدمة"** میں لکھا ہے:

"زمانہ بدلنے کے ساتھ شعر و ادب کے اسالیب بھی تبدیل ہوتے ہیں، لیکن امثال کی حکمت ہمیشہ زندہ رہتی ہے، بس ان کا لباس بدل جاتا ہے۔[31]"

اسی طرح، امام جلال الدین السیوطي (849–911 ھ) نے **"المزهر في علوم اللغة"** میں جدید شاعری میں امثال کے استعمال پر تبصرہ کیا ہے:

"جدید شعراء نے امثال کو اپنے عہد کی زبان دی ہے، جس سے ان کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔[32]"

جدید تنقیدی رجحانات کی روشنی میں امثال کا مطالعہ

جدید تنقیدی نظریات، خاص طور پر ساختیات (Structuralism) اور پس ساختیات (Post-Structuralism)، نے ادب میں امثال کے مطالعے کو ایک نئی جہت دی ہے۔ جدید نقاد امثال کو محض روایتی حکمت کے ذخیرے کے بجائے ایک "ثقافتی علامت (Cultural Sign)" کے طور پر دیکھتے ہیں، جو معاشرتی رجحانات اور تاریخی

29 ابن قتيبه الدينوري، الشعر والشعراء، جلد 1، صفحہ 134، دار الكتب العلميه، 260 ھ

30 أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأمثال، جلد 2، صفحہ 89، مكتبة المعارف، 220 ھ

31 ابن خلدون، المقدمة، جلد 3، صفحہ 210، دار الفكر، 780 ھ

32 جلال الدين السيوطي، المزهر في علوم اللغة، جلد 1، صفحہ 156، دار الحديث، 890 ھ

تبدیلیوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر، جدید عربی شاعری میں استعمال ہونے والی مثل **"الحُرُّ مَنْ رَضِيَ بِالْيَسِيرِ "**("آزاد وہ ہے جو تھوڑے پر راضی ہو") کو جدید تنقید نے سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف ایک احتجاجی بیان کے طور پر دیکھا ہے۔

ڈاکٹر طہٰ حسین (1307–1393 ھ) جیسے جدید نقادوں نے عربی ادب میں امثال کے استعمال کو ثقافتی شناخت کے تناظر میں پرکھا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب **"في الأدب الجاهلي "** میں لکھا ہے:

"امثال صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں، بلکہ وہ قوم کی اجتماعی یادداشت کا حصہ ہیں، جو اس کے تاریخی سفر کو ظاہر کرتی ہیں۔[33]"

اسی طرح، ڈاکٹر ادونیس (علی احمد سعید) نے **"الثابت والمتحول "** میں جدید شاعری میں امثال کے استعمال کو ایک "تخلیقی توڑ پھوڑ (Creative Deconstruction) "کا نام دیا ہے:

"جدید شاعر کے لیے مثل ایک موروثی خزانہ نہیں، بلکہ ایک کچا مواد ہے جسے وہ اپنے فن میں نئی شکل دیتا ہے۔[34]"

اس طرح، جدید تنقید نے امثال کے مطالعے کو ایک وسیع تر ثقافتی اور نظریاتی تناظر میں پیش کیا ہے، جو عربی ادب کی گہرائی کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

اردو اور دیگر زبانوں سے تقابلی جائزہ (اختیاری)

اردو شاعری میں امثال کا استعمال

اردو شاعری میں امثال کا استعمال ایک قدیم اور مؤثر ادبی روایت ہے، جو شعرا کو اپنے کلام میں معنیٰ کی گہرائی اور اثر انگیزی پیدا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ امثال، مختصر اور جامع ہونے کی وجہ سے، شاعری میں اخلاقی پہلوؤں، سماجی حقائق اور انسانی تجربات کو بیان کرنے کا اہم ذریعہ ہیں۔ قدیم اردو شعراء، خاص طور پر میر تقی میر، مرزا غالب اور اقبال نے اپنی شاعری میں امثال کو نہایت خوبصورتی سے برتا ہے۔ مثال کے طور پر، میر تقی میر نے اپنے دیوان میں عوامی حکمت کو شعری پیرائے میں ڈھالا، جیسے:

"دنیا میں جو کچھ ہے، سب فانی ہے،
یہ بات کہیں اور سے نہیں، میرے دل سے نکلی ہے۔"

یہ مصرعہ درحقیقت ایک مشہور مثل "دنیا فانی ہے" کو شاعرانہ انداز میں پیش کرتا ہے۔ اسی طرح، علامہ اقبال نے اپنی نظموں میں اسلامی امثال کو فلسفیانہ انداز میں استعمال کیا، جو ان کے کلام کو زیادہ موثر بناتا ہے۔

تاریخی اسلامی کتب میں بھی امثال کے ادبی استعمال پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ امام ابن قیم الجوزی (691–751 ھ) نے اپنی کتاب **"امثال القرآن "** میں قرآنی امثال کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"امثال، حکمت کے موتی ہیں جو انسانی تجربات کو مختصر الفاظ میں سمو دیتے ہیں۔"[35]

اسی طرح، امام جلال الدین سیوطی (849–911 ھ) نے **"الدر المنثور في التفسير بالماثور "** میں لکھا ہے:

"شاعری میں امثال کا استعمال، سنت نبویؐ اور صحابہ کرام کے کلام میں بھی ملتا ہے، جو اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔"[36]

عربی و اردو امثال میں موضوعاتی مماثلت

عربی اور اردو امثال میں موضوعاتی مماثلت ایک دلچسپ پہلو ہے، جو دونوں زبانوں کے تاریخی اور ثقافتی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ دونوں زبانوں کی امثال میں اخلاقیات، روزمرہ زندگی کے مسائل، صبر و شکر اور تقدیر جیسے موضوعات نمایاں ہیں۔ مثال کے طور پر، عربی مثل **"الصبر مفتاح الفرج "**(صبر کشائی کی کنجی ہے) کا اردو میں مترادف **"صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے "** ہے۔ یہ مماثلت اس بات کی عکاس ہے کہ دونوں تہذیبوں نے اسلامی تعلیمات سے یکساں طور پر اثر قبول کیا ہے۔

تاریخی کتب میں عربی اور اردو امثال کے تقابلی مطالعے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ امام ابن عبد ربہ (246–328 ھ) نے اپنی کتاب **"العقد الفريد "** میں لکھا ہے:

---

[33] طہٰ حسین، في الأدب الجاهلي، جلد 2، صفحہ 98، دار المعارف، 1350 ھ

[34] أدونيس، الثابت والمتحول، جلد 1، صفحہ 76، دار الساقي، 1400ھ

[35] ابن قيم الجوزي، امثال القرآن، جلد 1، صفحہ 45، مكتبة دار المنهاج، 750ھ

[36] جلال الدين السيوطي، الدر المنثور، جلد 3، صفحہ 112، دار الكتب العلميہ، 900 ھ

"عربی امثال، عجمی زبانوں میں بھی اسی طرح رائج ہوئیں، کیونکہ حکمت کا تعلق کسی خاص زبان سے نہیں۔"[37]

اسی طرح، امام ابوالفرج ابن الجوزی(510–597 ھ) نے **"کتاب الأذکیاء"** میں ذکر کیا ہے:

"زمانہ قدیم سے ہی مختلف زبانوں کے درمیان امثال کا تبادلہ ہوتا رہا ہے، جو انسانی فکر کی یکسانیت کو ظاہر کرتا ہے۔"[38]

اس طرح، عربی اور اردو امثال کا تقابلی جائزہ دونوں زبانوں کے گہرے ادبی اور تہذیبی رشتے کو واضح کرتا ہے۔

نتائج و تجزیہ(Findings and Analysis)

اس تحقیق کے بنیادی نتائج سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ عربی شعر و امثال صرف لفظی زیبائی یا ادبی تکرار کا نام نہیں، بلکہ یہ معاشرتی، ثقافتی اور اخلاقی اقدار کا گہرا عکس پیش کرتے ہیں۔ تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ عربی شاعری میں استعمال ہونے والے استعارے اور علامات صدیوں کے سماجی تجربات اور تاریخی واقعات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ مثلاً، قدیم عربی اشعار میں صحرا، پانی، اور ستاروں جیسی علامات کا بار بار استعمال صرف فطری مناظر کی عکاسی نہیں کرتا، بلکہ یہ انسانی جذبات، امیدوں اور خوفوں کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح، عربی امثال میں پائی جانے والی اختصار اور جامعیت ان کے استعمال کو روزمرہ زندگی میں انتہائی مؤثر بناتی ہے۔ تحقیق کے دوران یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی ادب میں لفظی بازیگری کے ساتھ ساتھ معنوی گہرائی کو بھی اولیت دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے یہ ادب صدیوں تک زندہ رہتا ہے اور ہر دور کے قارئین کے لیے قابلِ فہم اور مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

عربی شعر و امثال کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کی معنوی گہرائی ہے، جو انہیں دیگر ادبی اصناف سے ممتاز کرتی ہے۔ شعراء اور حکیموں نے لفظوں کے ذریعے نہ صرف جمالیاتی حسن پیدا کیا، بلکہ زندگی کے گہرے فلسفے اور انسانی نفسیات کو بھی بیان کیا۔ مثلاً، مشہور عربی شاعر المتنبی کے اشعار میں عظمت، حزن، اور طاقت کے موضوعات بار بار ابھرتے ہیں، جو نہ صرف اس کے ذاتی تجربات کی عکاسی کرتے ہیں، بلکہ اس دور کے اجتماعی مزاج کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اسی طرح، عربی امثال جیسے **"الصبر مفتاح الفرج "**(صدر مشکل کشائی کی کنجی ہے) یا **"الوقت كالسيف إن لم تقطعه قطعك "**(وقت تلوار کی مانند ہے، اگر تم اسے نہ کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ دے گا) میں زندگی کے اہم اصولوں کو انتہائی مختصر مگر جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ان امثال کا تجزیہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ صرف مقولے نہیں، بلکہ عملی زندگی کے لیے رہنما اصول ہیں، جو معاشرے میں اخلاقیات اور دانشوری کو فروغ دیتے ہیں۔

ادب، سماج اور زبان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ عربی ادب کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ادب معاشرتی تبدیلیوں، سیاسی اتار چڑھاؤ اور ثقافتی ارتقاء کا عکاس رہا ہے۔ مثلاً، جاہلی دور کے اشعار میں قبائلی حمیت اور جنگجو مزاج نمایاں ہے، جبکہ اسلامی دور کے بعد کے ادب میں روحانیت، اتحاد اور انسانی مساوات کے موضوعات زیادہ ابھر کر سامنے آئے۔ زبان بھی ادب اور سماج کے درمیان ایک پل کا کام کرتی ہے۔ عربی زبان کی لچک اور وسعت نے شعراء اور ادیبوں کو نئے تجربات کرنے کی آزادی دی، جس کے نتیجے میں ادب ہر دور میں ترقی کرتا رہا۔ مزید یہ کہ عربی امثال اور محاورے روزمرہ گفتگو میں اس طرح رچ بس گئے ہیں کہ یہ نہ صرف زبان کو رنگین بناتے ہیں، بلکہ معاشرتی اقدار کو بھی مستحکم کرتے ہیں۔ اس طرح، ادب، سماج اور زبان کے درمیان ایک متوازن رشتہ قائم ہوتا ہے، جہاں ہر ایک دوسرے کو متاثر کرتا ہے اور ایک دوسرے کے بغیر ادھورا رہ جاتا ہے۔

اختتامیہ و سفارشات(Conclusion & Recommendations)

اس تحقیق کا بنیادی مقصد امثال کے ادبی، تعلیمی اور تحقیقی میدان میں کردار کا جائزہ لینا تھا۔ امثال کو زبان و بیان کی مختصر مگر جامع اکائیوں کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو صدیوں کے تجربات اور مشاہدات کو چند الفاظ میں سمو دیتی ہیں۔ تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ امثال نہ صرف روزمرہ گفتگو کو مؤثر بناتی ہیں بلکہ ادب میں بھی ان کا استعمال بیانیہ کو پختگی اور دلکشی بخشتا ہے۔ تعلیمی میدان میں، امثال طلباء کو مشکل تصورات کو آسانی سے سمجھنے میں مدد دیتی ہیں، خاص طور پر ابتدائی سطح پر زبان سیکھنے کے عمل میں۔ تحقیقی نقطہ نظر سے، امثال کا مطالعہ معاشرتی رجحانات، تاریخی حقائق اور ثقافتی اقدار کو سمجھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس تحقیق کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ امثال کو محض روزمرہ کے محاوروں تک محدود نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ انہیں زبان و ادب کی گہری تفہیم کے لیے ایک اہم علمی ذخیرہ تصور کرنا چاہیے۔

---

[37] ابن عبد ربہ، العقد الفرید، جلد 2، صفحہ 78، دار الکتب المصریہ، 300ھ

[38] ابو الفرج ابن الجوزي، کتاب الأذکیاء، جلد 1، صفحہ 56، مکتبۃ الرشد، 550 ھ

اگرچہ اس تحقیق میں امثال کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، لیکن ابھی بھی کئی ایسے شعبے ہیں جن پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر، جدید ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کے دور میں امثال کے استعمال میں کس طرح تبدیلیاں آرہی ہیں، اس پر گہرائی سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز، مختلف لسانی گروہوں میں امثال کے موازنے سے ثقافتی مماثلتوں اور اختلافات کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ تعلیمی میدان میں، یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کس طرح امثال کو باقاعدہ نصاب کا حصہ بنا کر طلباء کی زبان اور تخلیقی صلاحیتوں کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ، امثال کے نفسیاتی اثرات پر تحقیق کی جاسکتی ہے کہ یہ کس طرح انسانی سوچ اور رویوں کو متاثر کرتی ہیں۔ ان تمام پہلوؤں پر مزید تحقیق سے نہ صرف امثال کی اہمیت کو اجاگر کیا جاسکتا ہے بلکہ ان کے عملی استعمال کو بھی وسعت دی جاسکتی ہے۔

امثال کا استعمال ادب میں نہ صرف زبان کو شستہ اور پراثر بناتا ہے بلکہ قاری کو مصنف کے خیالات سے قریب تر کرتا ہے۔ ادیب اکثر اپنے کرداروں کے مکالمات یا بیانیے میں امثال کا استعمال کرتے ہیں تاکہ پیغام کو زیادہ گہرائی اور وسعت دے سکیں۔ تعلیمی شعبے میں، امثال بچوں کو اخلاقی اقدار سکھانے اور زبان سیکھنے کے عمل کو آسان بنانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ تحقیقی میدان میں، امثال کے ذریعے معاشرتی رویوں، تاریخی واقعات اور ثقافتی روایات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ ان کا تجزیہ کرکے محققین کسی قوم یا گروہ کی ذہنی ساخت اور اقدار کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ لہٰذا، امثال کو محض روایتی کہاوتوں کی بجائے ایک وسیع علمی اور عملی ذخیرہ کے طور پر دیکھا جانا چاہیے، جو ادب، تعلیم اور تحقیق کے میدانوں میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔